بسم اللہ الرحمن الرحیم ٭ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اس کو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کر دیگا

ان اللہ قد صرح لکم وقت مسیحہ و ما ترک من ادلۃ

بدر

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ
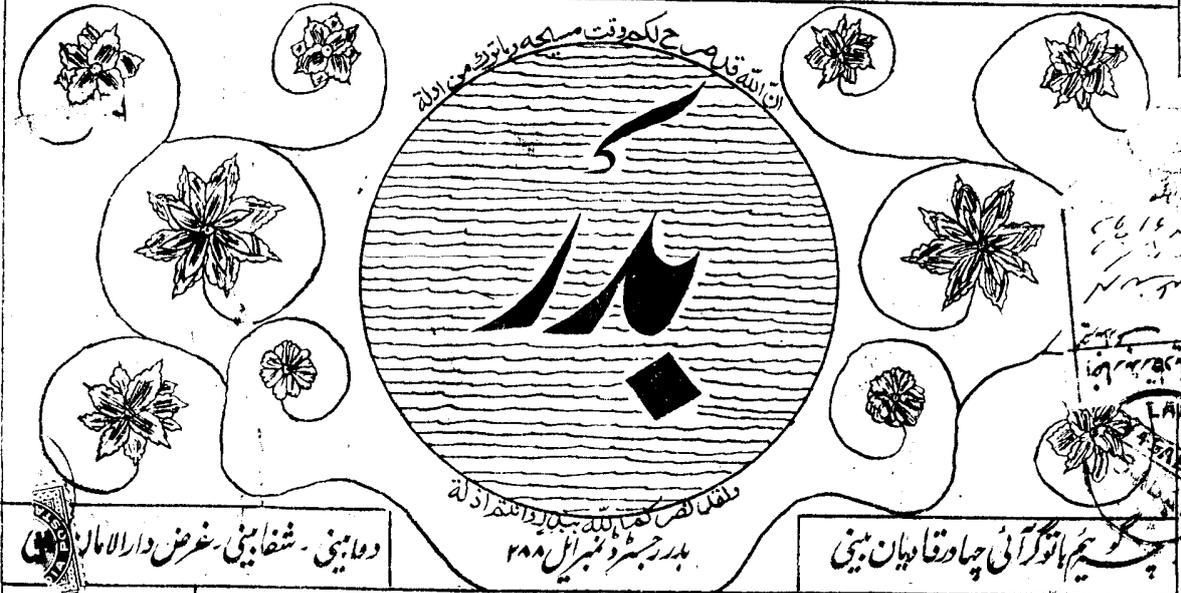
دوا بینی ۔ شفا بینی ۔ غرض دارالامان	بدر رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸	چیزیم ہا تو گر آئی چہ در قادیان بینی

سلسلۃ القدیم جلد ۴ نمبر ۲۵	۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۲۳ سنہ ہجری علیٰ صاحبہا التحیۃ والسلام جمعرات ۔ ۲۷ جولائی ۱۹۰۵ء	سلسلۃ الجدید جلد ۱ نمبر ۱۷
آں مسیح دور آخر مہدی زمان	ایڈیٹر محمد صادق عفی اللہ عنہ	ای جہاں منتظر خوش باش کامد دلستان

قیمت سالانہ

والیان ریاست ۳۰

معاونین عـہ

پرشنسٹے صہ }

خود ســے

عام قیمت عـہ

اس سے زائد امداد کے طور پر جو کچھ احباب عطا فرمائیں وہ بخوشی قبول کیا جاویگا

سردست خریداری کم ہے اور خرچ آمد سے دگنا ہے اس واسطے امداد کی بہت ضرورت ہے۔

ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر قادیان پروپرائٹر بدر اور خط و کتابت بنام مینیجر بدر ہونی چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی جماعت کا مذہب

ما مسلمانیم از فضل خدا — مصطفیٰ ما را امام و پیشوا
اندریں دیں آمدہ از مادریم — ہم بریں از دار دنیا بگذریم
آں کتاب حق کہ قرآں نام اوست — بادۂ عرفان ما از جام اوست
آں رسولے کش محمد ہست نام — دامن پاکش بدست ما مدام
مہر او باشیر شد اندر بدن — جاں شد و با جاں بدر خواہد شدن
ہست او خیر الرسل خیر الانام — ہر نبوت را برو شد اختتام
ما ازو نوشیم ہر آبے کہ ہست — زو شدہ سیراب سیرابے کہ ہست
آنچہ ما را وحی و ایمائے بود — آں نہ از خود از ہماں جائے بود
ما ازو یابیم ہر نور و کمال — وصل دلدار ازل بے او محال
اقتدائے قول او در جان ماست — ہرچہ زو ثابت شود ایمان ماست
از ملائک وز خبرہائے معاد — ہرچہ گفت آں مرسل رب العباد
آں ہمہ از حضرت احدیت است — منکر آں مستحق لعنت است
معجزات او ہمہ حق اندر است — منکر آں مورد لعن خدا است
معجزات انبیاء سابقین — آنچہ در قرآں بیانش بالیقین
بر ہمہ از جان و دل ایمان ماست — ہر کہ انکارے کند از اشقیاست
یکدمے دوری ازاں عالیجناب — نزد ما کفر است و خسران و تباب

دس شرائط بیعت

اول بیعت کنندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جاوے شرک سے مجتنب رہیگا۔ دوئم یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بدنظری اور فسق و فجور اور ظلم و خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہیگا اور نفسانی جوشوں کے وقت انکا مغلوب نہیں ہوگا۔ اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔ سوئم یہ کہ بلاناغہ پنجوقت نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہیگا۔ اور حتی الوسع نماز تہجد کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مداومت اختیار کریگا اور دلی محبت سے اللہ تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کرکے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزانہ ورد بناویگا۔ چہارم یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دیگا نہ زبان سے نہ ہاتھ سے اور نہ کسی اور طرح سے۔ پنجم یہ کہ ہر حال رنج و راحت عسر و یسر اور نعمت و بلا میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری کریگا اور بہرحالت راضی بقضا ہوگا اور ہر ایک ذلت اور دکھ کے قبول کرنے کے لئے اسکی راہ میں طیار رہیگا اور کسی مصیبت کے وارد ہونے پر اس سے منہ نہ پھیریگا بلکہ قدم آگے بڑھائیگا۔ ششم یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے باز آجائیگا اور قرآن شریف کی حکومت کو بکلی اپنے اوپر قبول کریگا اور قال اللہ و قال الرسول کو اپنے ہر ایک راہ میں دستور العمل قرار دیگا۔ ہفتم یہ کہ تکبر اور نخوت کو بکلی چھوڑ دیگا اور فروتنی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حلیمی اور مسکینی سے زندگی بسر کریگا۔ ہشتم یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھیگا۔ نہم یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں محض للہ مشغول رہیگا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتوں اور نعمتوں سے بنی نوع کو فائدہ پہنچائیگا۔ دہم یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت محض للہ باقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تا وقت مرگ قائم رہیگا۔ اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درجہ کا ہوگا۔ کہ اس کی نظیر دنیوی رشتوں اور ناطوں میں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

خدا کی تازہ وحی

۲۶ جولائی ۱۹۰۵ء۔ کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اُعْرَفَ۔ ترجمہ۔ مین مخفی خزانہ تھا۔ پھر مین نے چاہا کہ مین پہچانا جاؤن۔

فرمایا۔ یہ صفات الٰہیہ کا ظہور ہے۔ کسی زمانہ مین کوئی ایک صفت ظاہر ہوتی ہے۔ اور کسی زمانہ مین پوشیدہ رہتی ہے۔ جب ایک اصلاح کا زمانہ دور پڑ جاتا ہے۔ اور لوگون مین خداشناسی نہین رہتی۔ تو اللہ تعالےٰ پھر اپنی معرفت کو ظاہر کرنے کے واسطے ایک ایسا آدمی پیدا کرتا ہے جس کے ذریعہ سے اس کی معرفت دنیا مین پھیلتی ہے۔ لیکن جس زمانہ مین وہ مخفی ہوتا ہے۔ اس زمانہ مین عابدوں کی عبادۃ اور زاہدوں کے زہد بھی ادہورے اور نکمے رہ جاتے ہین یہ الہام براہین احمدیہ مین بھی درج ہے۔ لیکن اب پھر اس کے خاص ظہور کا وقت معلوم ہوتا ہے۔ اس واسطے دوبارہ یہ الہام ہوا ہے۔

۲۷ جولائی ۱۹۰۵ء۔ "مجدِ مُفلِح"

اس الہام مین حضرت مسیح موعود کو اس نئے نام سے خطاب کیا گیا ہے

حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کی پُر در روایات ہو

پرسون مین نے ایک دوست کی نسبت عرض کیا کہ بعض ابتلاؤن کا اندیشہ زیادہ ہو گیا ہے۔ اور غم و ہم نے ان کے دل پر غالب آنے کا خوف ہے فرمایا ہم نے دعا تو بہت کی ہے۔ اور التزاماً کرتا ہوں لیکن سنئے بھی یہ فکر رہتی ہے۔ کہ ہر شخص دنیا کے غم و ہم مین گرفتار ہے۔ دین کے غم و ہم کا موقعہ انہیں کب ملے گا اس زندگی مین مصائب کا آنا ضروری ہے۔ اور انسان کی زندگی کے محدود اوقات مین کوئی نہ کوئی وقت کسی حادثہ اور رنج کا نشانہ ہوتا ہے۔ اگر اسی طرح ایک شخص کی توجہ دنیا کے بگڑے ہوئے معاملات کی فکر مین پیچ و تاب کھاتی رہے۔ تو وہ وقت صافی اُسے کب میسر آئے گا۔ جبکہ اس کا سارا ہم و غم دین ہوگا۔ وہ جماعت جس نے بیعت مین اقرار کیا ہے کہ وہ دین کو دنیا پر مقدم رکہین گے۔ وہ بھی اگر اسی دلدل مین دن رات پھنسے ہین۔ تو بتائین۔ وہ اس نازک عہد کے ایفا کی طرف کب توجہ فرمائین گے۔ فرمایا میں تو حلفاً کہہ سکتا ہوں۔ کہ جب سے مجھے ہوش ہے میں دنیا کے ہم و غم مین کبھی مبتلا نہیں ہوا۔ فرمایا۔ جب میری عمر غالباً پندرہ برس کی ہوگی۔ ایک کستری سے جنے کہا جو حضرت والد صاحب کے حضور مین بیٹھا ہوا اپنی تلخ کامیاں اور نامرادیاں بیان کرتا اور سخت کڑہ رہا تھا مینے کہا لوگ دنیا کے لئے کیوں اس قدر دُکھ اٹھاتے اور اس کے غم و ہم مین گرفتار ہین۔ اس نے کہا۔ تم ابھی بچہ ہو جب گھرستی ہوگے جب تمہیں ان باتون کا پتہ لگے گا۔ فرمایا۔ ایک عرصہ کے بعد جب غالباً میری عمر چالیس کے قریب ہوگی۔ کسی تقریب سے پھر اسی کستری سے گفتگو کا اتفاق ہوا۔ مین نے کہا۔ اب بتاؤ۔ اب تو میں گھرستی ہون۔ اس نے کہا۔ تم تو ویسے ہی ہو۔ فرمایا۔ ہر شخص اپنے دل مین جھانک کر دیکھے۔ کہ دین و دنیا مین سے کس کا زیادہ غم اس کے دل پر غالب ہے۔ اگر ہر وقت دل کا رُخ دنیا کے امور کی طرف رہتا ہے۔ تو اُسے بہت فکر کرنی چاہئے۔ اس لئے کہ کلمات الٰہیہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے شخص کی نماز بھی قبول نہین ہوتی۔ فرمایا۔ کاش لوگوں کی سمجھ مین یہ بات آ جاتی۔ کہ جس شخص کا تمام ہم و غم دین کے لئے ہوتا ہے۔ اس کے دنیا کے ہم و غم کا اللہ تعالےٰ متکفل و متولی ہو جاتا ہے۔ فرمایا میں نے کبھی نہیں سنا۔ اور نہ کوئی کتاب گواہی دیتی ہے کہ کبھی کوئی نبی بھوکا مرا ہو۔ یا اس کی اولاد دروازوں پر بھیک مانگتی پھرتی ہو۔ ہاں دنیا کے بادشاہ امرا اور اغنیا کا بُرا حال اکثر سنا گیا ہے۔ کہ ان کی اولاد ... ٹکڑے مانگتے ہیں۔ خدا تعالےٰ کی سنت ... کہ کبھی ... مومن بستر نرم سے خاکستر گرم پر نہیں بیٹھا۔ اور نہ اس کی اولاد کو روز بد دیکھنا نصیب ہوا اگر لوگ ان باتون پر پختہ ایمان لے آئین۔ اور سچا اور پاک بھروسہ اللہ تعالےٰ پر کرلین۔ تو ہر قسم کی روحانی خودکشی اور دلی جلن سے رہائی پاجائین فرمایا۔ اکثر لوگون کو اولاد کی آرزو بھی اس خیال سے لگی رہتی ہے۔ کہ کوئی ان کی مردار دنیا کا وارث پیدا ہو جائے۔ نہیں جانتے۔ کہ اگر وہ بدکار و ناہنجار نکلے۔ تو ان کا کمایا ہوا روپیہ اور اندوختہ فسق و فجور مین ان کا معاون ہوگا۔ اور ان کی سیہ کاریوں کا ثواب ان کے نامہ اعمال مین ثبت ہوتا رہیگا۔ فرمایا۔ اولاد کی آرزو کے لئے حضرت زکریا علیہ السلام کا سا دل درکار ہے۔ اللہ تعالےٰ کا قرآن کریم مین اس کا ذکر کرنا اس لئے ہے۔ کہ حضرت زکریا ع کی دعا ولد صالح کے لئے مومنوں کے لئے اسوہ ٹھہر جائے۔ فرمایا زندگی ناقابل اعتبار ہے۔ فرصت بہت کم ہے۔ ہر ایک کو چاہئے۔ کہ دین کی فکر مین لگ جائے۔ اس سے بہتر نسخہ عمر بڑھانے اور برکت کا نہین۔ آج صبح تین بجے کے قریب زلزلہ کا سخت دھکا لگا۔ صبح کی نماز مین حضرت تشریف لائے۔ تو فرمایا۔ کل مین دعا کر رہا تھا۔ کہ ایسے لوگ شرارتوں مین بڑھ رہے ہین۔ اور غفلت نے ان کے قلوب موٹے کر دیئے ہین۔ کہ اگر یوں ہی سکون قرار رہا۔ تو ان کا استہزا ترقی کر جائے گا۔ اس سلسلہ کو جاری رہنا چاہئے۔ فرمایا۔ اب یہ مادہ پرست منکرین قدرۃ الٰہی کا مقابلہ اللہ تعالےٰ سے آ پڑا ہے۔ یہ حکم لگاتے ہین کہ کوئی آفت آنے والی نہین۔

آخر مین فرمایا۔ کہ ہماری جماعت کے لئے اب عمدہ وقت ہے۔ کہ ایک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلین۔ اس لئے کہ اللہ تعالےٰ بھی ان کے لئے تبدیلی کرے۔ فرمایا۔ خدا تعالےٰ کا معاملہ انسان کے ساتھ اس کے گمان اور تبدیلی کے اندازہ پر ہوتا ہے۔ سو خدا تعالےٰ پر نیک گمان رکھو۔ اور دعا اور اُمیدین کبھی نہ تھکو۔ اور نہ مایوس ہو۔ والسلام

خاکسار عبد الکریم۔ ۲۷ جولائی ۱۹۰۵ء۔

ڈائری

۲۷ جولائی ۱۹۰۵ء۔ فرمایا۔ دعا اور توجہ مین ایک روحانی اثر ہے جس کو طبعی لوگ صرف مادی نظر رکھنے والے ہین نہین سمجھ سکتے۔ سنت اللہ مین دقیق در دقیق اسباب کا ذخیرہ ہے جو دعا کے بعد اپنا کام کرتا ہے۔ چونکہ واسطے طبعی اسباب رطوبات کے بیان کیے جاتے ہین۔ مگر بہت دفعہ آزمائش کی گئی ہے۔ کہ بغیر رطوبات کے اسباب کے ایک غنودگی سی آجاتی ہے اور ایک حالت طاری ہوتی ہے جسمین سلسلہ الہامات کا وارد ہوتا ہے اور وہ بعض اوقات ایسا لمبا سلسلہ ہوتا ہے۔ کہ انسان بار بار اپنے رب سے سوال کرتا ہے۔ اور رب جواب دیتا ہے۔ ایسا ہی بعض مادی لوگوں نے چند ظاہر اسباب کو دیکھ کر فتویٰ لگایا ہے۔ کہ اب زلازل کا خاتمہ ہے۔ اور دو سو سال تک یہاں کوئی زلزلہ نہیں آئے گا۔ لیکن یہ لوگ دراصل اللہ تعالےٰ کے باریک رازوں اور اسباب سے بے خبر ہین۔ وہ ظاہر عالم اسباب کو جانتے ہین۔ لیکن اس کا ایک باطنی عالم اسباب بھی ہے ؎

فلسفی کو منکر از حنانہ است ٭ از حواس اولیا بیگانہ است

اس جہان کے لوگ جب فتنہ و فساد کی کثرت کو دیکھ کر اس کی اصلاح سے عاجز آ جاتے ہین۔ تب اللہ تعالےٰ اپنے خاص بندوں کو ایسے قویٰ عطا کرتے ہین۔ جن کی توجہ سے سب کام درست ہو جاتے ہین۔ یہاں تک کہ دعا کے ذریعہ سے جڑین بڑھ جاتی ہین۔ انبیا خلقت کی ہدایت کے واسطے بہت توجہ کرتے ہین۔ اسی کی طرف قرآن شریف مین اشارہ ہے کہ لعلک باخع نفسک آنحضرت صلعم کو مخلوق کی ہدایت کا اس قدر غم تھا کہ قریب تھا کہ اسی مین اپنے آپکو ہلاک کر دین۔ ظاہری قیل و قال سے کچھ نہین

شہادۃ قرآنی علیٰ کذب کرشن قادیانی

یہ ایک نیا بخار یا کیڑا ہے جو اسی برسات کے مہینہ میں لاہور کی تنگ و تاریک گلیوں کی عفونت سے پیدا ہوا ہے۔ اس نے بسوعیوں [?] کی طرح راست بازوں کو گالیاں دینا شیعوں کا دین و ایمان ہے اس برساتی کیڑے کی کچلیوں نے طبعاً وہی زہر اگلا ہے جو اس قوم کے مقدس بزرگوں کا اباً عن جد ورثہ چلا آتا ہے۔ کوئی شخص ارشاد علی ذاکر (اللہ تعالیٰ کا ذاکر نہیں۔ فاتی بے سود ہنوں اور نامنجار بیہودہ افسانوں کا ذاکر) یا سچا صحیح شیعہ ہے۔ یہ نیا جوشیلا نیش زن یا اس یاوہ سرائی کا مؤلف عبد اللہ نامی اس ذاکر شاغل کا بیٹا ہے۔ تعجب ہی کہ ان زنانہ فطرۃ بزدل بیچاروں کو اپنے خوالی اور لغو بنوں کے بنانے اور ڈھانے اور اپنی پچھلی قسمتوں پر نوحہ سرائی کرنے سے فرصت کیسے ملتی ہے۔ صدیوں سے ایک گھرانے میں ماتم پڑا ہو۔ اور بڑے بڑے پیارے اور عزیز ان کے خاک ذلت و ادبار میں ہزاروں حسرتوں اور نامرادیوں اور ناشادیوں کو سینوں میں لیے سوئے ہوں انھیں دوسرے سے دست و گریبان ہونا کیسے سوجھتا ہے یا پھر حق بات یہی ہے اور کہنی ہی پڑتی ہے کہ مکار مسخرے ہیں دل میں درد اور رنج کوئی نہیں کسی کا پیارا اور بازو بھائی مرجاوے۔ لخت جگر قرۃ العین ہزاروں امیدوں کی جگہ اکلوتا بیٹا ہلاک ہو جاوے کسی نے دیکھا اور سنا ہے اور کوئی مان سکتا ہے کہ وہ بد نصیب بھائی یا سوختہ اختر باپ ایکطرف جگر دوز بین کرتا ہے۔ اس کے دردانگیز نالے اور آتش فشاں آہیں آسمان کو چھلنی کرتی ہیں اور دوسری طرف ہمسایوں کی پوستین پھاڑتا اور لڑتا بھڑتا جھگڑتا ہے۔ پھر تعجب پر تعجب آتا ہے کہ مار کھائی ہوئی تباہ حال نامراد بزدل قوم کو غصہ اور جوش کیسا اور آئے کیوں۔ کیا انتقام کے لیے؟ ہاں تو کیا انتقام لے بھی سکتے ہیں؟ اور خاموش گونگے بہرے ناتوان تودوں کا ایک بچہ سنوارا بھی ہے؟ احمق مسخرے ہیں آئے دن پاکھنڈ مچاتے اور ہنسی کراتے ہیں۔ کاغذی شکلوں اور بڈھا بچوں [?] اپنے حریفوں کو اتارتے ہیں اور انھیں سرکنڈوں کے تیروں سے چھید کر بہادروں کی بہادری اور ہمت کا ثبوت دیتے اور اسپر ناز کرتے ہیں۔ ان میں ایک بھی مرد نہیں یا کوئی بھی مردانہ طبیعت کا غیرت مند نہیں ہو سکتے اور یہی ہے کہ اس کو [illegible] جھنکنے اور سر پر لوگوں کی خاک ڈالنے سے کیا حاصل

جیتنے والے جیت گئے۔ نامراد ہونے والے نامراد ہو گئے۔ ان زندہ شیروں اور آسمانی ہزبروں کو تمھارے معبود و مسجود لوہڑیاں تو منہ نہ دکھا سکیں بلکہ ان کے مارے ہوئے اور کھا کر چھوڑے ہوئے باسی شکار سے پیٹ پالتی رہیں۔ اب تم لوہڑیوں کے فرزند شیروں کے منہ میں کیسے آ گئے اور شیری کا ثبوت یہ کہ کاغذی تصویروں سے لڑتے ہو۔ ہم تو حقائق کے دلدادہ اور واقعات حقہ کے سننے اور ماننے کے عادی ہیں مردہ بتوں کی کتھا سننا اور جھوٹے افسانوں پر ایمان لانا ہمارا دین و آئین نہیں۔ ہم تو **عاشق ہیں قرآن کے** اس لیے کہ وہ زندہ خدا کا زندہ کلام ہے وہ حقائق بیان کرتا۔ واقعات حقہ سناتا اور سچائی پر ایمان لواتا ہے۔ اور پھر ہم **شیفتہ و شیدا ہیں** اپنے زندہ مولیٰ کی۔ اسکی کاریگری کے جو اسکا زندہ اور لاتبدیل کام ہے۔ جسے **دو گواہ** سچا کہیں اسپر جان و دل سے ایمان لاتے ہیں اور ذوق و بصیرت سے اس کے حق میں گواہی دینے کے لیے آمادہ ہیں۔ کسی سے کوئی رشتہ نہیں۔ اس راہ میں گوشت پوست کے رشتوں کی مرے ہوئے کیڑوں سے زیادہ پروا نہیں کرتے۔ جیسے ایمان لاتے ہیں اسپر کہ ہمارا خدا نہ کسی کا بیٹا ہے اور نہ اسکا کوئی بیٹی بیٹا ہے۔ ویسے ہی ایمان لاتے ہیں اسپر کہ خدا کے کامل خلیفہ خاتم النبیین کا بھی کوئی بیٹا بیٹی نہیں۔ خدا کا بیٹا اور رسول کا بیٹی بیٹا کہنے والے اور راہ حق اور معرفت حق میں ان کا کچھ بھی حصہ اور شرکت سمجھنے والے یکساں ناپاک مشرک ہیں۔ **توحید وہی ہے** جو قرآن نے سکھائی اور خدا کے کام نے دکھائی ہے۔ والسلام۔

یہ رسالہ میرے اور مولوی صاحب کے نام آیا اور بھیجنے والے نے اپنے قلم سے اسپر میرا نام لکھا ہے۔ میں عادتاً اسکو بھی ردی میں پھینک دیتا اور ان گالیوں اور یاوہ گوئیوں کی کچھ بھی پروا نہ کرتا جو ہمیشہ حضرۃ خلیفۃ اللہ المہدی اور میری نسبت لکھی جاتی ہیں۔ ایک قادر جج کو ایک ذلیل جھوٹے مستغیث کے خلاف فیصلہ دیکر کیوں اشتعال آنا چاہیئے جبکہ مایوس نامراد عدالت کے کمرہ سے کچھ منہ میں بڑبڑاتا یا کچھ بکتا ہوا نکلتا ہے۔ ذلیل ذلیل ہے جج جج ہے۔ اسکی پادر ہوا یاوہ گوئی کوئی اندھی [illegible] اسکی مضبوط اور مستقیم کرسی ہل جائے گی۔ مگر اس رسالہ کے نام نے تحریک کی کہ اسپر کچھ لکھنا ضروری ہے اس لیے کہ اس کا نام دھوکا دینے کے لیے "شہادۃ قرآنی" رکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ دانا بینا گواہ ہے کہ مجھے قرآن کریم سے کسقدر محبت ہے اور میرے دل میں اس زندہ کتاب کا کسقدر اکرام اور تعظیم ہے۔ قرآن کریم کسی امر یا شخص کی تائید میں شہادۃ دے پھر اسے کوئی نہ مانے اور اپنی رسم اور عادۃ اور الف کو نہ چھوڑے اسپر **لعنۃ**۔ اور جو قرآن کے متروک و مخذول کو عزیز اور مقبول کہے اسپر **لعنۃ**۔

غرض میں نے اس نام کی خاطر اس رسالہ کو پڑھا اور اس نام کی خاطر اس کے جواب یا کشف حقیقت کیطرف متوجہ ہوتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذکر کے ساتھ میرا ذکر کرنا اس دیرینہ کینہ کی وجہ سے ہے جو ان ماتمیوں جبرائیوں اور ظلمۃ کے فرزندوں کو مجھ سے میری کتاب **خلافت راشدہ** کے سبب ہے۔ میں کسطرح کیا یقین دلاؤں اور اپنا سینہ دکھاؤں کہ میرا مذہب کیا ہے۔ مجھے اس سے کوئی غرض نہیں کہ میرے حال اور قال کو دیکھ کر یا سنکر میرا کوئی نام تجویز ہو۔ میرا مذہب جسپر میں علیٰ وجہ البصیرۃ قائم ہوں یہ ہے کہ خدا کا کلام اور خدا کا کام جس امر یا جس شخص کی تائید کریں میں اسکی تائید کرتا ہوں اور جسکی یہ دو گواہ تردید کریں میں بھی اس کا مخالف ہوں۔ میں نے حضرت **ابو بکر** اور **عمر** اور ان کے اتباع کو اور پھر حضرت مرزا **غلام احمد** مسیح موعود و **مہدی** مسعود کو ان دو عادل گواہوں کی گواہی اور تائید سے مانا ہے۔ خدا تعالیٰ کے **کلام** نے مومنوں کی جو علامتیں بیان فرمائی ہیں اور خدا تعالیٰ کے **کام** نے جن لوگوں کے وجود میں فعلاً اور عملاً ان کا ثبوت دیا ہے وہ علامتیں کامل طور پر حضرت ابو بکر اور عمر میں اور آخری زمانہ میں ہمارے آقا و ولی نعمت حضرت خلیفۃ اللہ میں پائی جاتی ہیں۔ میرا ان بزرگوں کو ماننا ان پر میرا احسان اور منت نہیں۔ ان کی **صداقت** کی بین دلیلیں بے اختیار ماننی پڑتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ گواہ ہے اور اسکی گواہی کافی ہے کہ قرآن کریم میں بجز ان مظفر و منصور مومنوں کے اور کسی کی تائید میں مجھے کوئی شہادت نہیں ملی۔ وہ دل **بڑا خبیث** اور ملعون ہے جو دیدہ و دانستہ قرآن کریم کی شہادۃ سے منہ پھیرے یا صریح نصوص کو پا کر اپنے باطل خیال اور رسم عادۃ کی پیروی پر **اصرار کرے**۔

میں تیس برس سے اس راہ میں سفر کر رہا ہوں۔ معرفۃ الٰہی کی بڑی پیاس نے مجھے آب زلال کی تلاش سے کبھی ملول ہونے نہیں دیا۔ اول اول جب میں نے اس راہ میں قدم رکھا میں قطعاً نہیں جانتا تھا کہ مجھے کس مشرب سے پانی پلایا جاوے گا۔ حق کی صحیح تلاش اور قلب سلیم کی پاک آرزو

خدا سے توفیق پاکر قرآن کو معیار قرار دیا اور انتھک جستجو میں استقامت اختیار کی اس کا نتیجہ وہ تحقیق اور حق و صدق ہے جس پر میں بحمد اللہ بصیرۃ اور شرح صدر سے قائم ہوں۔ اس لیے عرصہ تک میں نے عیسائیوں کی رد اسلام کی کتابوں اور ان کی الٰہیات اور تواریخ کلیسیا کو پڑھا اور خوب پڑھا۔ شیعوں کی معتبر اور مبسوط کتابوں کو پڑھا اور غور سے پڑھا۔ افسوس میں فیصلہ نہیں کر سکتا کہ حضرت یسوع کی الوہیت اور کفارہ کے دلائل میں جو عیسائی فخر اور ناز سے پیش کرتے ہیں اور حضرت علی اور حضرت حسین کے استحقاق خلافت یا خلیفہ بلا فصل ہونے اور جامع کمالات انبیاء ہونے کے دلائل میں قوت اور ضعف کے لحاظ سے کیا فرق ہے۔ بڑا زور عیسائی علم کلام کا اور سچا سرچ توجہ اس طرف ہے کہ خدا کے راستباز نبیوں کی لائف میں عیب نکالے جائیں اور حضرت یسوع کی فرضی پاکیزگی اور قرار دادہ الوہیت کو معیار مان کر انھیں گنہگار ثابت کیا جاوے۔ لاکھوں کتابیں اس بے سود کارروائی کی تائید میں لکھی گئی ہیں۔ ہندوستان میں بہت بڑا ذخیرہ ایسی ہی کتابوں کا ہے جن میں تمام نبیوں اور آخر کار ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پاک ذات پر حملے کیے ہیں اور نہایت ناپاک حملے کیے ہیں۔ اب تھوڑے دنوں سے مصر میں بھی پادریوں نے اسی علم کلام کی اشاعت شروع کی ہے۔ تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ ان بے ضمیر یا دانستہ حق سے جنگ کرتے ہیں کیوں اس طرف نہیں آتے کہ باطل اور حق میں امر فارق کے لیے ایک معیار قرار دیں۔ توریت میں انبیاء یا راستبازوں کی علامات۔ اعمال اور نتائج اعمال لکھے ہیں سب سے اکمل اولو العزم اور مظفر و منصور نبی اور دوسروں کے لیے نمونہ نبی حضرت موسیٰ پیش کیے گئے ہیں۔ ان کے ثبوت نبوۃ میں اور اس راہ اور ذریعہ سے آنیوالے نبی اور نبیوں کی صداقت کے ثبوت میں ایک امر فارق اور معیار ہیں اور نشان عظیم الشان لکھا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ جھوٹا نبی قتل کیا جائے گا یا بلفظ دیگر یوں کہو اور سمجھو کہ وہ اپنی رسالت اور تبلیغ میں مظفر و منصور نہیں ہوگا بلکہ نامراد و ناشاد رہے گا۔ محض تحکم اور کورانہ تعصب سے پہلے ہی یسوع کو خدا فرض کر لینا اور اسکے افعال و اقوال کو انبیاء کے اقوال و افعال کے میزان کے دوسرے پلہ میں رکھنا گوارا ہی نہ کرنا۔ اس کے افعال اور کمزوریوں کی تاویل کر لینا اور اس قسم کے بشری ضعفوں دوسرے نبیوں کی لائف میں پاکر اُن پر نکتہ چینی کرنا افسوس اور شرم کی بات ہے۔ سر ولیم میور کے دل میں یہ بات کھٹکی ہے۔ وہ لائف آف محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) میں جہاں حضرت یسوع اور ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم میں موازنہ کرتا ہے، لکھتا ہے کہ اسمیں شک نہیں کہ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم رسالۃ اور تبلیغ میں بہت کامیاب ہوئے اور یسوع چند مکروں اور مچھیوں کے سوا کسیکو قائل نہ لا سکا پھر لکھتا ہے کہ اس کا صاف جواب یہ ہے کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) انسان تھے اور وہ فخر و نمود چاہتے تھے اسلیے بہت سی جماعت جمع کر لی۔ اور یسوع خدا تھا اُس نے نہ چاہا کہ اپنا جلال ظاہر کرے اُس نے خاکساری اور گمنامی کو پسند کیا اگر وہ چاہتا تو ایک جہان کو اُلٹ دیتا۔ اب ہے کوئی رشید طالب حق جو اس دانا انگریز سے پوچھے کہ تو نے پہلے ہی کس معیار کی بنا پر فرض کر لیا کہ وہ خدا تھا اور اگر وہ چاہتا تو ایسا اور وہ ایسا کر سکتا تھا انسانیت کا ثبوت اور بین ثبوت تو اُس نے کمزوریوں۔ نامرادیوں اور ناکامیوں سے دیا اور خوب دیا۔ بحث طلب یا ثبوت طلب تو اُس ناتوان بشری کی الوہیت تھی بشری جامہ میں ہونا ہی اُس کے لیے ہزاروں روکیں تھیں۔ اگر اس بھیس میں وہ آخر کار ثابت بھی ہوتا اور بڑی کارگذاریوں اور کوششوں کے بعد ثابت ہوتا تو ایک بڑا انسان ثابت ہوتا۔ خدا بننا یا خدائی کا ثبوت دینا پھر اس کھال میں جسے پاخانہ پیشاب کے داغ سدا لگے رہتے ہیں ایک امر محال تھا۔ مگر افسوس وہ تو بڑا آدمی بھی ثابت نہ ہو سکا۔ خدا رحم کرے ٹامس کارلائل پر۔ اُس نے بھی عجیب حیرت انگیز کام کیا ہے۔ اُس نے ہیروز اور ہیرو ورشپ میں ہیرو وری پرافٹ کے مضمون کے لیے بجز ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی کو نہیں چُنا اور یسوع کو تو کسی قطار اور شمار میں لایا ہی نہیں +

غرض کیا ہی اچھا ہوتا جو عیسائی لوگ توریت کے راستبازوں کو اُسوہ اور معیار بناتے اور پھر اس میزان عدل میں پیچھے آنے والے رسولوں کو تولتے۔ مگر انھوں نے یسوع کی خدائی کے لیے بجز اپنے مفروضات کے اور کوئی معیار قرار نہیں دیا۔ اس بُری عادت کا سخت ناپاک نتیجہ یہ ہوا کہ راستبازوں کی ذات پاک کی نسبت اعتراض اور نکتہ چینی کو دین و ایمان بنا لیا +

یہی حال شیعوں کا ہے ان کی حال کی ہوں یا گذشتہ زمانہ کے تمام ہمت اسی پر مبذول رہتی ہے کہ صحابہ کے تابعین کے تبع تابعین کے اور اس سے بھی پیچھے آنے والے اہل سنتہ کے علماء و ائمہ کے عیوب و مثالب تلاش کریں۔ اس نیک اور خوشبودار کارگزاری کو ہزاروں کتابوں کے دفتروں میں ثبت کیا اور اُس پر ناز کیا ہے۔ اگر کوئی ایسی کتاب ہے کہ جس میں بالاستقلال بلا ذکر عیب کسی اپنے بزرگ اور پیشوا کی خوبی اور فضیلت کا ثبوت دیا ہے اُسے پڑھ کر بھی ایک نقاد طالب حق مایوس ہو کر رہ جاتا ہے جبکہ اُن وہم اور افسانہ کے دیوؤں اور بھوتوں کو فرضی کہانیوں اور جھوٹی روایتوں کی ریت کے ٹیلہ کے کنارہ پر کھڑا دیکھتا ہے۔ ان کے مناقب اور فضائل کی کتابوں کا پڑھنا نہ صرف ہنسانے کے لیے دلاویز تحفہ ہے بلکہ اس خیال کی تائید کرتا ہے کہ دنیا میں سب سے زیادہ جھوٹی باتیں سب سے زیادہ سچی ہیں۔ وہم پرست یا انسان پرست یا بت پرست قوم میں بڑا عقلمند اور بڑا محقق ملا حلی ہوا ہے جس کی کتاب منہاج الکرامہ پر بڑا فخر کیا گیا ہے۔ اس بزرگ نے اہل سنتہ کے رد اور اہل تشیع کے اثبات میں اپنے تئیں کامیاب سمجھا ہے مگر دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا کیا ہے کچھ تو حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے عیوب اور مثالب بیان کیے ہیں اور جا بجا اپیل کرتا اور داد چاہتا ہے کہ بتاؤ ایسا شخص خلافت کے قابل ہے!!! دوسرے حصہ میں حضرت علی کی شان میں چند بیہودہ خیالی اور ناتمام باتیں کرتا اور چند آیتیں سناتا ہے منجملہ ان کے ایک یہ آیت ہے جسے منشی عبد اللہ ارشاد علی ذاکر کا خلف رشید اپنے رسالہ کی جدول کے شروع میں گل سرسبد کے طور پر زینت کرتا ہے۔ ملا حلی نے اسی طرح دو ہزار آیتیں اپنے توہمات کے ثبوت میں لکھی ہیں۔ مگر کمال تعجب کا مقام ہے کہ ان لوگوں کی توجہ اس طرف نہیں ہوئی کہ اپنے زعم اور خیال میں ہزاروں آیتیں نہیں سارا قرآن کسی کی شان میں مان لیا جاوے جیسے کہ ہر زمانہ میں لوگوں کا طریق رہا ہے اور اب بھی ہے کہ ہر شخص اپنے تئیں آیات خیر و فضل کا مصداق قرار دیتا ہے اور وعید کی آیتوں کو اپنے مخالفوں پر منطبق کرتا ہے بڑی صاف اور فیصلہ کی بات یہ تھی کہ جہاں اُن ہزاروں آیتوں کے خیر و فضل اور علامات نیک کا مصداق اپنے فرضی علی اور توہم زا ائمہ کو قرار دیتا ہے

کوشش کرکے اس امر کا بھی ثبوت دیتا کہ اُن بزرگوں اور اماموں نے اپنے اعمال اور نتائج اعمال سے بھی اپنے تئیں اُن آیات کا جائز مورد اور با استحقاق شان نزول ثابت کیا ہے۔ اس فضول کوشش سے کیا فائدہ اگر کوئی شخص اپنے کسی دوست کو شاعرانہ تک بندیوں کے زور و قوت سے رستم تہمتن اور اسفندیار روئیں تن ثابت کرے اور ذاکر مرثیہ خواں بنکر بزم زناں میں اپنے ہیرو کے وصف و منقبت میں تر زبان یا ہزار داستان بنے جبکہ وہ امر کا دوست میدان رزم میں حریفوں کے مقابل ناکام و نامراد رہا ہو۔ ایک قصہ خواں اور افسانہ پرست قوم کو قرآن اور اُسکی شہادۃ سے کیا تعلق ہے اور اگر قرآن کی شہادت پیش کی ہے اور صدق دل اور شرح صدر سے پیش کی ہے تو آؤ اور خدا ترس دل لیکر آؤ! فیصلہ کی راہ بہت صاف اور کھلی ہے۔ عیسائیوں نے بھی بڑی ناتمام کوشش اور بے ثمر سعی اسبارے میں کی ہے کہ یسعیاہ نبی کا فلاں باب اور یرمیاہ کا فلاں باب اور زبور کا فلاں باب یسوع کے حق میں ہے۔ الٰہیات کی سچی روشنی سے محجوب انسان پرست قوم! اتنی سمجھ نہیں کہ یہ تو تمھاری حسن کارگذاری اور مہربانی ہے یا تمھارے بڑا پن کی کہ تم ایک ننگے قلاش کو مستعارہ کپڑے پہنا کر ایک بڑا آدمی بنانا چاہتے ہو وہ اپنے اعمال و افعال سے خود بھی سچا مستحق ان خیر و فضل کے وعدوں کا ہے جو اُن آیات میں مرکوز ہیں اور کیا اُس نے اپنی لائف کے کسی حصہ میں خود کو اُن کریم کیلئے اور شاندار اور پُر جلال وعدوں کا مورد بنایا۔ یہ تھا سچا معیار جس سے حق و باطل آسانی ممتاز ہو جاتا مگر افسوس بُت پرستی کی نحوست سے وہ نور فارق ان دونوں گروہوں کو نہیں ملا جس کی چمک سے توہمات اور مفروضات کی تاریک راہ سے اُٹھ جاتی اور حقائق اور واقعات حقہ کی تلاش کو قبلہ ہمت بناتے +

اب میں اُس آیت کو لیتا ہوں جس پر شیعوں کے اگلوں نے فرضی علی کی صداقت کا سارا دارومدار رکھا ہے اور اللہ تعالےٰ کی توفیق اور فضل سے دیکھتا اور دکھاتا ہوں کہ اس آیت سے کہانتک ان کے دعوی کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ وہ آیت یہ ہے إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ. وَمَنْ يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ ترجمہ اس کے سوا نہیں کہ تمھارا دوست اللہ ہے اور اُس کا رسول اور مومن جو قائم رکھتے ہیں نماز کو اور دیتے ہیں زکوٰۃ اور وہ ہمیشہ نماز میں لگے رہتے ہیں اور جو شخص دوستی لگائے ساتھ اللہ اور اُس کے رسول اور مومنوں کے (وہ سمجھ لے) کہ اللہ کی جماعت غالب ہونیوالی ہے۔ یہ آیت ہے اور بڑے فخر و ناز کی جگہ یہی ہے۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ خود خدا کا کلام بھی کسی شخص یا گروہ کی طرف صاف صاف اشارہ کرتا ہے یا نعوذ باللہ وہ تو خاموش اور مبہم ہے اور خود غرض انسان جسکو پسند کرتا ہے اُسے اُسکا مصداق بنا دیتا ہے اگر خدا تعالےٰ کے کلام اور کام کی شہادۃ اُس علی کے حق میں ہے جسے شیعہ پیش کرتے ہیں تو صریح ڈاکا ہے کہ کسی اور کو اُسکا مصداق پیش کیا جاوے۔ شیعہ دعوی کرتے ہیں کہ یہ اُن کے علی کے حق میں ہے اور اس دعوی کے ثبوت میں یہ کہتے ہیں کہ ثعلبی اور اور چند ایسے لوگوں نے لکھا ہے کہ یہ حضرت علی کی شان میں ہے یا شیعوں کی کافی کلینی میں لکھا ہے کہ اُن کے حق میں ہے۔ تعجب اور نہایت تعجب کا مقام ہے کہ ان قصاص اور وضاع لوگوں کو ایک عقیدہ کی سند میں لایا جاتا ہے۔ دین و ایمان کا معاملہ۔ ایک گروہ اور بڑے گروہ کو کاذب ماننا اور ایک شخص کو ایک بڑا حق دینا جس کا اُسے کوئی استحقاق نہیں اور ایسے فضول اور افسانوں کی بنا پر خود غرض مفتریوں کے بیہودہ خیالات اور معتمدانہ عقائد کے سر ہو رہے ہیں۔ اگر کتاب اللہ اس معاملہ میں حق و باطل کے درمیان فیصلہ کرنے کی کوئی کلید نہیں تو افسوس سے کہنا پڑے گا کہ نعوذ باللہ وہ موم کی ناک ہے جدھر کوئی چاہے کھینچ لے۔ حضرت علی یا کسی اور عزیز شخص کا نام تو اسمیں ہے نہیں پھر جسے چاہو اس کا مصداق بنالو۔ مگر نہیں خدا تعالےٰ کا کلام اس اعتراض سے پاک ہے۔ وہ نور ہے وہ **قول فصل** ہے وہ حکم ہے۔ آیتیں **هدى لِلْمتقين** اور ارشاد ہے۔ خدائے علیم حکیم نے اسمیں کلید رکھدی ہے جو ہر ایک قسم کے وسواس اور دغدغہ کے قفل کو کھولکر سچا اور بے ریب حال بنا دیتی ہے وہ ہے **فان حزب الله هم الغالبون** یعنی خدا کی اُس برگزیدہ جماعت کا نشان یہ ہے کہ وہ غالب اور فاتح اور مظفر و منصور ہیں اس سورہ شریفہ میں اس آیت سے قبل اللہ تعالیٰ نے یہود اور نصاریٰ کا بہت ذکر کیا اور اُن پر فتح اور نصرۃ اسلام کی پیشگوئیاں کی ہیں۔ اور مسلمانوں کو تسلی دی ہے کہ تم میں ایک جماعت ہوگی کہ جس کے ہاتھ سے اسلام کی نصرت ہوگی اور وہ دشمنان اسلام پر جو ایذا اور ضرر کی موجب ہیں غالب آئیں گے۔ ظاہر ہے کہ وہ حزب اللہ جو اپنے دشمنوں اور رسول کے دشمنوں پر غالب رہا ہے وہ ابو بکر و عمر کا گروہ ہے۔ وللہ الحمد

یہ ہے سچا فیصلہ خدا کے کلام اور اُسکے کام کا اُس کے خلاف جھوٹھی کہانیوں کو کون سنتا ہے۔ کوئی ہے جو دعوی کرے اور ثبوت دے کہ **حزب اللہ الغالب** بجز حضرت ابو بکر اور حضرت عمر اور ان کے اتباع کے کوئی اور گروہ ہے۔ کیا یہ صاف اور بین بات نہیں کہ شیعوں کے گھر میں آجتک رونا اور پیٹنا اسبات کا ہے کہ ان کا بڑا اور پہلا امام ناکام رہا اور غاصبوں نے اُسکا حق چھین لیا۔ غاصبوں نے چھینا یا خود خدا نے اپنے وعدہ کے موافق وہ حق اُن لوگوں کو دیا جن میں وہ علامتیں پورے طور پر پائی گئیں جو اُس نے کامیاب اور مظفر اور اعلائے کلمۃ اللہ کرنے والے گروہ کی نسبت بیان فرمائی تھیں اسے رہنے دو کیا ضرورۃ ہے کہ ایک ثابت شدہ حقیقت اور امر واقع پر قلم فرسائی کریں یہ تو محبان علی کے اقرار نے بھی ثابت کر دیا کہ حضرت علی کا معاملہ تو اول الدن دردی ہوا۔ بقول اُن کے خدا نے ملاء اعلیٰ میں بڑے بڑے مشورے کیے۔ جبرئیل کو صحیفہ مختومہ دیکر آنحضرت کے پاس بھیجا اور خود قرآن میں آنحضرت کو خوفناک دھمکی دی کہ تیری رسالت کی غرض و غایت صرف علی کی وصایت اور امامۃ کا قائم کرنا اور تبلیغ کرنا ہے اور اگر یہی نہ ہوا تو کچھ بھی نہ ہوا۔ پھر حضرت نبی کریم تئیس برس تک اسی اُدھیڑ بن میں رہے رات دن اس کام کے لیے ریشہ دوانیاں کرتے۔ ایک زبردست قاہر بی بی سے چھپا چھپا کر اپنی بیٹی سے کمیٹی کرتے۔ کبھی کبھی سفر میں اور حضر میں اشارہ سے کنایہ سے اور کبھی خفیف سی صراحت سے اپنا دلی مدعا بھی بار لوگوں کو کہدیتے۔ مگر ایک بھی نہ بنی نہ خدا کی چلی نہ فرشتوں کی نہ رسول کی اور نہ اُس چودہ طبق کو انگلی پر نچانے والے کی جو ایک بوڑھے کو بھی بلا فصل کرسی سے نہ اُٹھا سکا +

خدا ترس طالبان حق غور کریں شیعوں کے عقیدہ کی اس کے خط و خال اور سراپا میں۔ کیا کوئی سعید و رشید ایسے مذہب کہ جس کا ایسا خدا اور ایسا رسول اور ایسا نبی ہے قبول کر سکتا ہے۔ افسوس اس ناعاقبت اندیش عقیدہ پر جس کے اندر اتنے مفاسد پوشیدہ ہیں +

سکا ہیں اگر پہلا مدعی یا مدعی بنایا گیا شخص ناکام و ناشاد ہوا تھا تو بارہ تیرہ بندگان کے لیے سلسلہ اور مدعیوں کے سلسلہ میں ایک آدھ ہی کامیاب ہو جاتا۔ خدا تعالیٰ نے ایک ذرہ محنت کسی کی ضائع نہیں کرتا اتنی ابھی ناکامی یا دشمن کامی کس بات کی دلیل ہے یہ سب کچھ خدا سے علیم و حکیم نے اپنے ارادہ اور مرضی سے کیا اس لیے کہ ایک شبہ شرک اور خوفناک باطل کے بطلان پر ہمیشہ کے لیے روشن اور واضح دلیل ہے ۔

میں نے خدا کے لیے خدا کی رہنمائی کے لیے یہ پیش کیا ہے اور میں خدائے غیور قادر کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر وہ نصرت اور غلبہ اور فتح و ظفر کی علامات و آیات جو خدا کی کتاب میں مومنوں کی شان میں مذکور ہیں بجز ابوبکر و عمر اور آپ کے اتباع کے ان خود تراشیدہ اصنام یا بارہ بزرگوں میں سے کسی ایک پر بھی منطبق کر دو تو اول المسلمین میں ہوں ولا اخاف فی اللہ لومۃ لائم

اب منشی عبداللہ خلف ارشاد علی ذاکر انصاف سے فرمائیں اور سکرات الموت کے ہول کو پیش نظر رکھ کر بتائیں کہ کہاں تک اس فقرہ میں حق اور صدق کی خوشبو ہے جو انھوں نے میری نسبت لکھا ہے اور وہ یہ ہے ۔ "اے بدکیش خبیث دیکھ کیا یہ آیتیں ان کے حق میں نازل ہو سکتی ہیں جو مدت العمر زیر آیت انما المشرکون نجس رہ چکے ہوں یا اس فنا فی اللہ جانباز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہیں جس کے سابق الایمان ہونے کی دھاک چہار عالم میں پڑی ہوئی ہے ۔" اے دانشمند سوچ اور کچھ تو ہوش کر اور چھوڑ اس تقلید کو جس نے ایک عالم کو ہلاک کیا ہے۔ یہ تم نے کیا کہا "نازل ہو سکتی ہیں" جب تمہاری زبانیں ایسے فقرے اولتی ہیں کیوں اگلنے سے پہلے دل سے مشورہ نہیں کر لیتیں۔ ایسا ہی تمہارا یہ بیہودہ اور بے معنی فقرہ ہے جو حضرت علی کی نسبت خلیفہ بلا فصل کہا کرتے ہو۔ اس جھوٹ پر افسوس کہ واقعات حقہ اس کے منہ پر سیاہی تھوپ رہے۔ اور پھر منہ پر پوڈر ملکر مردوں کے حلقہ میں آئے ۔ جسے درحقیقت خلافت متمکنہ اور منتظمہ کے صحیح معنوں کے لحاظ سے کوئی منبر بھی نہ ملا ہو اسے خلیفہ بلافصل کہنا بڑا جھوٹ اور دلیرانہ جھوٹ نہیں تو کیا ہے ۔ ایسا ہی یہ فقرہ "ہو سکتی ہیں" او بے حیا ناترس "ہو سکتی ہیں" کیا نازل ہو چکی ہیں خدا تعالیٰ کے کلام نے خلفائے راشدین اور مومنین صالحین کے نشان مقرر کیے اور خدا کے کام نے حضرت ابوبکر اور عمر آپ کے اتباع پر منطبق کیے۔ اگر تو کوئی اپنی تعبیر کن قضا را بدر نام تمہارا ان خلفاء اللہ کو مشرک اور نجس کہنا یہ تمہاری وہ عادت اور فطرت ہے جو تمہیں انصاری سے وراثت ملی ہے ۔ انسان کی لعنت اور گالی کوئی چیز نہیں ۔ انسان کی لعنت ایک جھوٹھ ہوتا ہے جس کا کوئی بھی نتیجہ نہیں ہوتا۔ لعنت وہ ہے جو آسمان سے اترتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اسے کہیں کا نہیں چھوڑتی ۔ شعر

لعنۃ آں نیست کہ از سوی ہمامی بارد * لعنۃ بدگر آنست بکی برزہ نفیر

قرآن میں پڑھ لو خدا کی لعنت جس قوم پر پڑی کیا وہ خشک الفاظ کے رنگ میں اور حروف کی شکل میں لکھی رہی یا اس نے عملاً اپنا ظہور کیا ۔ خدا کی لعنت کا واقعی نتیجہ ہے قوم ملعون کا ذلیل ہونا ناکام ہونا نامراد ہونا حریفوں کی غلامی کے جوئے کے نیچے گردنوں کا دینا ۔ وطن سے بیوطن ہونا کوشش کرنا اور مخذول و مطرود ہونا ۔ اس لعنت کا نشانہ یہود کو دیکھ لو کیا خدا کی لعنت کے بعد یہ سب ذلت کی ماریں ان پر پڑیں یا نہیں پڑیں ۔ تمہاری اس بیہودگی اور احمقانہ حرکت کی کوئی حد بھی ہے کہ سب سے بڑھ کر پر ہوں سے " بر دشمنان اہلبیت لعنت " کا وظیفہ پڑھ کر اور زبانیں خشک کرتے ہو اور دل میں تمنا نہ ہائے تم ان لوگوں کو جنھیں زندگی اور دنیا میں وہ بڑی بڑی کامیابی ہوئی کہ جس کی نظیر تاریخ کے صفحات میں نہیں کبھی بھی تمہارے بزرگوں نے نہیں سوچا کہ خلافت اللہ پر بلا فصل بیٹھنے والے بیٹھ گئے ۔ دین کو قدرت اور تمکن دینے والے اور اقطار عالم میں پھیلانے والے خدا تعالیٰ کے وعدوں کے ایفا کا زریں تاج پہنکر اسکی رحمت اور اسکے رسول کی جوار میں سو گئے ۔ اور جلنے بھننے والے اور حسرت و ناکامی کے ساتھ مرنے والے مرگئے اب ان زنانہ گالیوں سے درحقیقت کیا بنتا ہے ۔ چھوڑ دو اس خبیث مشرب کو جس سے نامہ اعمال سیاہ کرنے کے سوا کوئی حاصل نہیں ۔ غرض یہ آیت نمونہ ہے ان دو ہزار آیتوں کا جو مولوی علی نے اپنے مذہب کے ثبوت میں لکھی ہیں اور جس کو منشی عبداللہ خلف ارشاد علی ذاکر نے بڑے فخر سے لکھ کر خدا کے قدوسیوں اور خلفائے راشدین کو ناپاک نام سے یاد کیا ہے اسطرح یہ لوگ اپنے ائمہ کو مصداق بناتے ہیں خدا کی آیات کا یا یوں کہو کہ ان کو تنگ کنی طرح سے خود چالاک زبانی کے ساتھ وکالت کرتے ہیں ۔

اس رسالہ میں ذاکر حسین کے بیٹے نے ایک عجیب کام کیا ہے ۔ جہاں جہاں اس رسالہ میں حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کا اور میرا نام آیا ہے الٹا لکھا ہے اس طفلانہ خوشی اور احمقانہ حرکت کے فلسفہ کو ذاکر حسین کے بیٹے کا دل ہی محسوس کرتا ہوگا ایک دانشمند سلیم الفطرت تو اس راز کو نہیں سمجھ سکتا ۔ یہ تمہارا الٹا لکھنا خدا کے بندوں یا برگزیدوں کے ناموں کو ایسا ہی ہے جیسا تمہارا ہمیں اور ہمارے منصور بزرگوں کو گالیاں دینا ۔ اس کا فیصلہ عنقریب خدا تعالیٰ کی تائید و نصرۃ اور نصرت کرے گی جو باطل اور حق میں امر فارق کیطرح نازل ہو کر دکھا دے گی کہ کس قوم کی کتاب سجین میں اور کس کی علیین میں ہے ۔ کسی شخص اور کسی نام کا اثبات یا محو کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے یَمْحُو اللّٰهُ مَا یَشَاءُ وَ یُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْکِتٰبِ ۔ قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِکَ الْخَیْرُ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ اب تک میں نے صرف اتنا دکھایا ہے کہ اس آیت کو اس رسالہ کے مقصود و مدعا کی تائید سے کیا تنگ تعلق ہے ۔ سو الحمد للہ صاف طور پر ثابت کیا گیا ہے کہ آیت انما ولیکم اللہ الآیہ اور اس کی مثل آیتوں کے مصداق شیخین مکرمین مومنین و مغفورین علیہما السلام و ان کے اتباع کے سوا اور کوئی نہیں ۔ آگے میں حیران ہوں کہ ناظرین کو کیا دکھاؤں کہ حضرت کرشن قادیانی علیہ السلام کی تردید میں قرآن کی کونسی شہادت ذاکر کے بیٹے نے پیش کی ہے ۔ نام تو رکھا ہے شہادۃ قرآنی علے کذب کرشن قادیانی ۔ مگر گو جی (پنجابی لفظ) اور مکروہ ترکیب سے مرکب فقرہ کو پڑھ کر خیال اسطرف جا سکتا ہے کہ اس رسالہ میں حضرت خلیفۃ اللہ المہدی صلوات اللہ علیہ وسلامہ کی بلحاظ آپ کے کرشن ہونے کے تردید ہوگی مگر جیسا کہ ان تمام باطل کے حامیوں اور حق کے مخالفوں کا شیوہ ہوتا ہے بیہودہ نکتہ چینی اور یاوہ گوئی سے رسالہ کو بھر دیا گیا ہے ۔ حضرت کرشن علیہ السلام کی تردید یہ کی ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت عیسی علیہ السلام کو برا کہا ہے اور قرآن کریم میں ان کی یہ تعریف ہے اس یاوہ گوئی اور بلند بانگ ہنگام کے ضمن میں حضرت امام مفترض الطاعت رسول معصوم علیہ السلام کی ذات پاک پر حملے کیے ہیں ۔

خدا کی شان ان میں ایک بھی رشید نہیں جو سمجھے اور ان سفیہ کا منہ دوں کا منہ اپنے نامہ اعمال کیطرح کالا کرنے والوں کو سمجھائے کہ اس رسالہ سے حضرت خلیفۃ اللہ علیہ السلام کے دعوے کرشن اوتار ہونے کی تردید کیا ہوئی ۔ اگر عیب شماری سے کوئی خدا کا برگزیدہ مردود خدا قرار دیا جا سکتا ہے تو بڑی مشکل پیش آئے گی ۔ جانے دو ۔ ناصبہ اور خوارج کو کہ وہ کیا کہتے ہیں حضرت امام علی علیہ السلام کے حق میں اور چھوڑ دو انکی ضخیم جلدوں کی کتابوں کو جو حضرت علی اور حضرت عثمان علیہما السلام کے

باقی آئندہ

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

اہلیہ الکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب کی زوجہ کلان جن کا نام فاطمہ تھا۔ بتاریخ ۲۸-جولائی ۱۹۰۵ء بروز جمعہ بعد از نماز جمعہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مرحومہ مفتی شیخ مکرم صاحب قریشی عثمانی بھیروی کی لڑکی تھیں اور حضرت مولوی صاحب موصوف کے نکاح میں اس وقت آئی تھیں۔ جب کہ مولوی صاحب ہند و عرب سے تحصیل علوم کرکے کوئی تیس سال کی عمر میں اپنے وطن بھیرہ کو واپس تشریف لائے تھے۔ اور قریب ۴۳ سال تک آپ کی محرم راز رہ کر قریباً ۵۵ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بھیرہ میں تقلیدی رسوم اور بدعات کی مخالفت سب سے پہلے حضرت مولوی صاحب نے ہی کی تھی۔ جس کی وجہ سے بھیرہ میں آپ کی سخت مخالفت ہوئی تھی۔ اور یہی گروہ مخالفت اس نکاح میں مانع اور حارج ہوا تھا۔ مگر مفتی شیخ صاحب نے اس کی پرواہ نہ کرکے اس کام کو تکمیل تک پہنچایا اور مرحومہ یوم نکاح سے لے کر مرتے دم تک اپنے خاوند کے ساتھ ہم مذہب و ہم عقیدہ تھیں۔ مرحومہ صلہ رحمی کی [illegible] میں کمال رکھتی تھیں۔ اپنے نواسوں اور نواسیوں (یعنی مولوی عبدالواحد صاحب غزنوی اور اخویم مفتی فضل الرحمان صاحب کی اولاد) کی پرورش مرتے دم تک اپنے ذمہ لی ہوئی تھیں۔ اور مفتیوں کے گھر میں ان کی چھوٹی لڑکی کا رشتہ انہیں کی کوششوں کا نتیجہ تھا۔ باوجود اس قدر [illegible] ان کے لاحق حال تھی۔ گھر کا سب کام کاج پکانے وغیرہ کا خود کرتی تھیں۔ دور و نزدیک کے رشتہ داروں کے ساتھ ہمیشہ نیک سلوک کرتی رہتی تھیں۔ اور سب کی خبر گیری کرتی تھیں۔ مرحومہ اس عاجز کی بہت قریبی رشتہ میں خالہ تھیں۔ اور میرے ساتھ بہت محبت کیا کرتی تھیں۔ انہیں ایام کی بات ہے کہ ایک دن بسبب تپ لرزہ کے میں بیمار ہو گیا۔ تو مرحومہ نے میری بیماری کی خبر سن کر ارادہ کیا کہ میری بیمار پرسی کو آویں۔ لیکن خود سخت بیمار تھیں۔ اور ضعف اس قدر تھا کہ ایک قدم چلنا مشکل تھا۔ اس واسطے نہ آسکیں۔ مرحومہ کو حضرت مسیح موعود کے ساتھ سچا اخلاص اور ایمان تھا مجھے کہا کرتی تھیں کہ یہ مولوی صاحب کا احسان ہے۔ کہ ہم نے خدا کے مسیح کو شناخت کر لیا لیکن اب تو میرے دل میں خدا کے رسول کی اس قدر محبت ہے۔ کہ اگر کوئی بھی اس سے پھر جائے۔ میں اس سے منہ نہیں پھیر سکتی۔ بعد از عصر مرحومہ کا جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بمعہ جماعت کثیر باہر میدان میں پڑھا۔ نماز جنازہ میں دعا کو بہت ہی لمبا کیا۔ قبل مغرب مرحومہ کو قادیان کے شمال مشرقی جانب کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ اللہ تعالے اس کو جنت میں بلند جگہ نصیب فرمائے

رات (۲۸-جولائی ۱۹۰۵ء قبل از عشا) حضرت مسیح موعود ع کی مجلس میں حضرت نے خود ہی مرحومہ کا ذکر کیا۔ فرمایا "وہ ہمیشہ مجھے کہا کرتی تھیں۔ کہ میرا جنازہ آپ پڑھائیں۔ اور میں نے دل میں پختہ وعدہ کیا ہوا تھا۔ کہ کیسا ہی بارش یا آندھی وغیرہ کا بھی وقت ہو۔ میں ان کا جنازہ پڑھاؤں گا۔ آج اللہ تعالے نے ایسا عمدہ موقعہ دیا۔ کہ طبیعت بھی درست تھی۔ اور وقت بھی صاف میسر آیا۔ اور میں نے خود جنازہ پڑھایا"

عاجز نے عرض کی۔ ان کی یہ بھی خواہش تھی۔ کہ میری وفات جمعہ کے دن ہو۔ فرمایا "ہاں۔ وہ ایسا کہا کرتی تھیں۔ خدا تعالے نے یہ خواہش بھی ان کی پوری کر دی چند روز ہوئے۔ ابھی ہم باغ میں تھے۔ کہ وہ ایک دن سخت بیمار ہو گئیں۔ اور قریب موت کے حالت پہنچ گئی۔ تو کہنے لگیں۔ کہ آج تو منگل ہے۔ اور ہنوز جمعہ دور ہے۔ اور ابھی عبدالحی کی آمین بھی نہیں ہوئی۔ قدرت خدا اس وقت طبیعت بحال ہو گئی۔ اور پھر خواہش کے مطابق عبدالحی کی آمین کی خوشی بھی دیکھی اور آخر جمعہ کا دن بھی پایا"

فرمایا۔ یہ تو وہی بات ہوئی کہ ایک بزرگ کسی شہر میں بہت بیمار ہو گئے۔ اور موت تک حالت پہنچ گئی۔ تب اپنے ساتھیوں کو وصیت کی کہ مجھے یہودیوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ دوست حیران ہوئے کہ یہ عابد زاہد آدمی ہیں۔ یہودیوں کے قبرستان میں دفن ہونے کی کیوں خواہش کرتے ہیں۔ شاید اس وقت حواس درست نہیں رہے۔ انہوں نے پھر پوچھا کہ یہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ بزرگ نے کہا۔ کہ تم میرے فقرہ پر تعجب نہ کرو۔ میں ہوش سے بات کرتا ہوں اور اصل واقعہ یہ ہے۔ کہ تیس سال سے میں دعا کرتا ہوں کہ مجھے موت طوس کے شہر میں آوے۔ پس اگر آج میں یہاں مر جاؤں۔ تو جس شخص کی تیس سال کی مانگی ہوئی دعا قبول نہیں ہوئی۔ وہ مسلمان نہیں ہے۔ میں نہیں چاہتا۔ کہ اس صورت میں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن ہو کر اہل اسلام کو دھوکا دوں۔ اور لوگ مجھے مسلمان جان کر میری قبر پر فاتحہ پڑھیں۔ قدرت خداوندی وہ اس وقت تندرست ہو گیا۔ اور پھر وطن پندرہ سال کے بعد شہر طوس میں بیمار ہو کر فوت ہو گیا

فرمایا۔ مرحومہ نے اپنی عمر میں بہت شدائد اور مصائب اٹھائے۔ کتنی اولاد مر گئی۔ یہ مصائب جو قضا و قدر سے انسان پر پڑتے ہیں۔ اس کی کمی پورا کر دیتے ہیں۔ جو انسان سے اعمال حسنہ میں رہ جاتی ہے

جب حضرت کے ہاں صاحبزادہ میاں بشیر احمد تولد ہوئے تھے۔ تو حضرت نے مرحومہ کو فرمایا تھا۔ کہ یہ تمہارا بیٹا ہے اس واسطے بشیر احمد کے ساتھ مرحومہ کو خاص محبت تھی۔ صاحبزادہ بشیر احمد جنازہ کے ساتھ اور دفن کے وقت اس طرح موجود تھے کہ ان کا چہرہ اس اندرونی محبت کو ظاہر کرتا تھا۔

ہم تمام احباب کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ وہ **مرحومہ کا جنازہ** اپنی جماعت کے ساتھ اپنے اپنے شہروں میں پڑھیں اور ان کے واسطے دعائے مغفرت کریں

مرحومہ کی عادت مہمان نوازی کا یہ حال تھا۔ کہ ان کی دلی خواہش تھی۔ کہ ہمارے باورچی خانہ میں ایک سیر پختہ نمک روزانہ خرچ ہوا کرے۔ اللّٰھم اغفرہا وارحمہا

تار خبر

زار روس۔ قیصر جرمن کی ملاقات کے واسطے روانہ ہوئے۔ ملاقات سرحد سویڈن پر ہوگی غالباً جنگ کے متعلق کچھ خفیہ گفتگو ہے

۲۴-جولائی ۱۹۰۵ء۔ زار اور قیصر کی ملاقات ہوئی گفتگو خفیہ رہی۔ روس کے شہر نجنی ناوگورود میں بڑا ہنگامہ ہوا۔ سفید پوشوں کو قتل کیا گیا۔ اور زخمی کیا گیا

۲۶-جولائی ۱۹۰۵ء۔ شملہ میں صبح ۴ بجے تیز دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوا۔ لوگ گھروں سے نکل بھاگے۔ ۴-اپریل ۱۹۰۵ء کے زلزلہ کی طرح لمبا نہ تھا۔ مگر تیزی میں اس کے برابر تھا۔

جاپانی مختار صلح کے آدمیوں نے بیان کیا ہے۔ کہ ہماری شرائط سخت نہ ہوں گے بلکہ واجبی ہوں گے۔ روزانہ بتیس لاکھ روپیہ خرچ جنگ جاپانیوں کے سر پڑتا ہے

روسی امیر البحر کی رپورٹ بابت وجوہات شکست زار روس کے پاس پہنچ گئی ہے۔ بڑے اسباب شکست یہ بیان کئے گئے ہیں (۱) توپیں ناقص تھیں (۲) سامان گولہ بارود افسروں کی خیانت کے سبب ناقص تھا (۳) بیڑے کے جہازوں کی مرمت کافی نہ کی گئی تھی (۴) بیڑے کے ملاح سرکش وخود سر تھے۔

[illegible] درگاہ اجمیر کی مسجد میں امام اور منیجر کے درمیان پانی کی مشکیزوں پر جھگڑا ہو کر عدالت میں مقدمہ بازی ہوئی منیجر صاحب جیت گئے

آتش زدگی جموں میں مہاراجہ ہسپتال کے قریب آتش زدگی سے پانچ دکانیں

یورپ کے لئے ایک تجویز

اخویم مفتی صاحب - السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ - ریویو آف ریلیجنز کی گذشتہ دو تین اشاعتوں میں آپ نے یہ تحریک کی تھی کہ یورپ امریکہ وغیرہ عیسائی ممالک میں متعدد کاپیاں رسالہ کی مفت بھجوانے کے لئے احباب مدد کریں جس پر بعض احباب نے توجہ فرمائی - ابھی ایک مخلص دوست نے مبلغ [illegible] روپیہ اس غرض کے بھیجے - کہ گیارہ پرچے اس سال کے اور گیارہ گیارہ پرچے گذشتہ تین جلدوں کے مفت بھجوائے جائیں - میرے اس دوست کی ہمت جنہوں نے نام ظاہر نہ کرنے کی مجھے ہدایت کی ہے - بہت ہی قابل تعریف ہے - آج ایک خط حکیم محمد حسین صاحب قریشی کی طرف سے لاہور سے مجھے آیا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں - کہ ماہوار پیسوں کا وصول ہوتا رہنا اور پھر اس پر استقلال اور التزام کا رہنا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے - اور اگرچہ بظاہر یہ تجویز دلکش ہے - مگر اس پر عملدرآمد بہت مشکل ہے - اس لئے انہوں نے یہ تجویز کی ہے - کہ "اگر آپ بڑے بڑے یا جن پر جماعت کا لفظ اطلاق پاسکتا ہے - جماعتوں کی طرف سے یورپ کی اشاعت کے لئے ایک مقررہ تعداد طلب کریں - تو شاید نتیجہ عمدہ رہے گا - اور ساتھ ہی انہوں نے اس تجویز پر عمل کر دکھایا ہے - اور یہ لکھدیا ہے - کہ یکم جولائی ۱۹۰۵ء سے لاہور کی جماعت کی طرف سے دس رسالے بھیجنے شروع کر دیں - میں حکیم صاحب کی تجویز کو اس لئے پسند کرتا ہوں - کہ واقعی جو تجویز پہلے کی تھی - اس پر عملدرآمد بہت ہی کم ہوا ہے - مگر میں اس بات میں ان کے ساتھ متفق نہیں کہ لاہور کے لئے دس پرچوں کی تعداد بھی کوئی چیز ہے چونکہ وہ مجھے خود طلب کرنے کا اختیار دیتے ہیں - اس لئے کم سے کم چالیس پرچے ان سے طلب کرتا ہوں - جس کا چندہ وہ چار قسطوں میں ہر سہ ماہی کے شروع میں بھیجدیا کریں - لاہور کے لئے یہ بڑی تعداد نہیں - دوسری جماعتوں کے متعلق میں صرف اس قدر کہنا چاہتا ہوں - کہ سیالکوٹ کی جماعت کو اگر لاہور سے زیادہ نہیں - تو کم سے کم لاہور کے برابر ضرور رہنا چاہیئے - اور باقی جماعتوں میں سے پشاور ڈیرہ غازی خان - ملتان - حیدرآباد دکن - راولپنڈی - جہلم - گوجرات - گوجرانوالہ - جموں - وزیرآباد - امرتسر پٹیالہ - کپورتھلہ - لدھیانہ - شملہ - میرٹھ - منی پور آسام - قصور وغیرہ مقامات کی جماعتیں اگر دس دس پرچے بھجوا سکیں - تو اس طرح سے قریباً تین سو پرچہ باہر جا سکتے ہیں دیگر مختلف مقامات سے اس کے علاوہ کچھ اور پرچے بھی جا سکتے ہیں - حال میں کئی دوستوں نے جاپان میں پرچے بھیجنے کے لئے لکھا ہے - اور ایک صاحب مسٹر محمد اسحاق جاپان سے اخبار وکیل کو خط لکھتے ہوئے اس بات پر زور دیتے ہیں - کہ ریویو آف ریلیجنز کی اشاعت ملک جاپان میں خوب ہونی چاہیئے - بہرحال ان سب باتوں کو مدنظر رکھ کر یہ ضروری معلوم ہوتا ہے - کہ پانسو کے قریب رسالہ مفت باہر جانے لگ جائے - تو ایک عمدہ تبلیغ اسلام کی ہو سکتی ہے - میں امید کرتا ہوں کہ ہر ایک شہر کی جماعتوں کے سرکردہ ممبر اور دوسرے احباب اس تجویز سے اتفاق کر کے اس کو جلدی عمل میں لانے کی کوشش کریں گے

خاکسار محمد علی

ضرورت

کارخانہ اخبار بدر کے واسطے ایک لائق اور تجربہ کار پریس مین اور ایک خوش نویس کاتب (جو عربی اور فارسی خط ہر دو لکھ سکے) اور ایک سنگساز کی ضرورت ہے - تنخواہ حسب لیاقت ہوگی - درخواستیں بمعہ نقول اسنادات اور نمونہ خط بنام مینجر اخبار بدر آنی چاہیئں -

قیمت اخبار

جن احباب کے ذمہ برادرم محمد افضل صاحب مرحوم کے وقت کا یعنی گذشتہ سالوں کا یا صرف سال رواں کا بقایا ہے - ان کے نام تقاضا کے کارڈ روانہ ہو رہے ہیں - چونکہ کارخانہ بدر کو مالی ضروریات درپیش ہیں - اور روپیہ کی بہت ضرورت ہے - اس لئے احباب کو اس طرف بہت جلد توجہ فرمانی چاہیئے - اور جو کچھ بقایا یا سال رواں کا چندہ کسی کے ذمہ ہے - وہ جلد تر ارسال فرما کر کارخانہ بدر کی اعانت فرماویں +

خریداران اخبار

خریداران بدر سے گذارش ہے - کہ مہربانی فرما کر دفتر بدر کی خط و کتابت میں اپنی چٹ کے نمبر کا حوالہ ضرور دیویں اور تاکہ تعمیل ارشاد میں سہولت ہو - بعض اوقات نمبر چٹ کا حوالہ نہ دینے سے نام تلاش کرنے میں بڑی دقت ہوتی ہے - ایسا بھی ہوتا ہے - کہ نام نہیں ملتا - جس کی وجہ سے تعمیل ارشاد میں کوتاہی ہو کر شکایت کا موقعہ مل جاتا ہے - لہذا التماس ہے کہ ہر ایک صاحب بوقت خط و کتابت اپنی چٹ کے نمبر سے آگاہ فرماویں - جو چٹ کے سرے پر چھپا ہوا ہوتا ہے - ضرور لکھیں - تاکہ تعمیل میں توقف نہ ہو

اُجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	۱ ماہ	یکبار
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
¼ کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم [illegible] لیکن [illegible] روپیہ سے کم اجرت کا اشتہار نہیں لیا جاوے گا - ضمیمہ بحساب [illegible] سینکڑہ اخبار کے ساتھ تقسیم کیا جاویگا - ضمیمہ بھجوانے کے لئے نمونہ ارسال کر کے بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کرلیں - ایڈیٹر کو اختیار ہے - کہ کسی اشتہار کے لینے سے انکار کر دے - اجرت اشتہارات پیشگی ادا ہونی چاہیئے - مستقل اشتہار دینے والوں کو اخبار مفت بھیجا جاویگا - بشرطیکہ ان کے اشتہار کی اجرت سالانہ [illegible] روپیہ سے کم نہ ہو - جن کے اشتہار کی اجرت [illegible] روپیہ سالانہ ہوگی - ان کو اخبار مفت لیکن محصولڈاک انہیں دینا پڑیگا

براہین احمدیہ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سب سے پہلی تصنیف جو تمام سلسلہ نشانات اور معجزات کی بنا ہے - اور جس میں مندرجہ پیشگوئیاں آج تک پوری ہو رہی ہیں - اور قیامت تک ہوتی رہیں گی - نہایت خوش خط - عمدہ کاغذ پر صرف پونے تین روپے [illegible] میں ہم سے ملتی ہیں - درخواستیں بنام میاں معراج الدین عمر - قادیان - ضلع گورداسپور آنی چاہیئں -

بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر - پروپرائیٹر بدر کے لئے چھاپا گیا - تاریخ اشاعت ۱۰ اگست ۱۹۰۵ء